جناب مسلم بن عقیل ایلچیٔ سید الشہداحضرت امام حسینؑ

محترمہ بنت زہراء نقوی ندوی الہندی
معلمۂ علوم اسلامی جامعۃ الزہراء

عالم رنگ و بو میں ہر چیز کی کچھ نہ کچھ تمہید ہوتی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ تاریخ کربلا یا واقعۂ کرب وبلا کی کوئی تمہید نہ ہو۔ بیشک ہے اور اسی تمہید داستان عشق وشہادت کا نام نامی مسلم ابن عقیل ہے۔ جو محسن اسلام حضرت ابو طالب کے پوتے امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ ۔کے بھتیجے اور امام حسین ۔کے چچازاد بھائی ہیں۔

جن کی عظمت ومنزلت کے اندازے کے لئے حضرت سید الشہداء امام حسینؑ کا وہ جملہ کافی ہے جو آپ نے اہل کوفہ کے نام خط میں لکھا ہے۔ ''یقینا میں نے تمہارے پاس اپنا بھائی، چچا کا بیٹا اور اپنے اہلبیتؑ میں سے معتمد بھیجا ہے۔''

جنھیں آپ نے جنگ پر مأمور نہیں کیا تھا بلکہ بطور نمائندہ اسلامی کوفہ بھیجا تا کہ کوفہ کے لوگوں کے حالات ونظریات وآرا کو امام حسینؑ کے متعلق معلوم کر کے اس کی آپ کو اطلاع دیں۔

حکم امام پاتے ہی مسلم بن عقیل مکہ سے مدینۂ رسولؐ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر مسجد نبوی میں نماز ادا کی اور پھر رہ نورد کوفہ ہوئے اگر چہ تمام راستے معلوم تھے اس کے باوجود آپ راستہ بھول گئے اور شدّت تشنگی کی بناء پر چشمۂ مضیق پر پہنچ کر قیام کیا اور امام حسینؑ کو حالات تحریر کئے، لیکن امام نے حضرت مسلم کو دوبارہ کوفہ جانے کی تاکید کی تو آپ بالآخر کوفہ گئے اور وہاں دارالامارۃ پہنچ کر حاکم سے بغیر تعرض کے یہ بتا دیا کہ دیکھو ہمیں نہ تیری سلطنت چاہئے اور نہ ہی تیری حکومت، بلکہ ہمارا مقصد صرف اخلاقی، اعتقادی، اصلاحی پہلوؤں پر نظر رکھنا ہے۔

بہر حال آپ کے آنے کی خبر تمام کوفہ میں مشہور ہوگئی کہ امام کا سفیر آیا ہے۔ لوگ جوق در جوق آپ کے دیدار کے لئے آنے لگے اور جب لوگوں کا اژدھام ہوگیا تو آپ نے امام کے خط جو اہل کوفہ کے نام تھے پڑھ کر سنائے کہ جنھیں سن کر تمام چاہنے والوں نے اپنے ایثار وقربانی کے جذبات کا اظہار کیا۔ مثلاً عابس ابن شبیب شاکری نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا:

''میں آپ کو دوسرے لوگوں کی نسبت کچھ بتانا نہیں چاہتا ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ ان کے دلوں میں کیا ہے اور میں آپ کو ان کے بارے میں مبتلائے فریب نہیں بنانا چاہتا، بخدا میں آپ کو وہ بتلاتا ہوں جس کو میں نے اپنے دل میں ٹھان لیا ہے۔ بخدا جب آپ آواز دیجئے گا تو میں آپ کی صدا پر حاضر ہوں گا۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے دشمن سے جنگ کروں گا اور اپنی اس تلوار سے آپ کی طرف

سے جہاد کروں گا۔ یہاں تک کہ خدا سے ملاقات کروں اس سے میرا مقصود سوائے خوشنودیٔ خدا کے کچھ اور نہیں ہوگا۔''

اسی طریقہ سے جیسا ابن مظاہرؓ، سعید ابن عبداللہ حنفی اور جناب وہب کلبی نے امام کی نصرت کے لئے جناب مسلمؑ کو یقین دلایا۔

غرض کہ حاضرین نے امام حسینؑ کا ساتھ دینے کے لئے جان نثاری کا عہد کیا اور جناب مسلمؑ کے ہاتھ پر امام حسینؑ کی بیعت کر کے اس بات کا اظہار کر دیا کہ ہم امام حسینؑ کے بہترین احباب میں ہیں۔

لیکن جناب مسلمؑ کی طرف اہل کوفہ کی رغبت کو دیکھ کر ابن زیاد اور یزید کا اپنے کارندوں کے نام یہ فرمان جاری ہوا: ''ہمیں خبر ملی ہے کہ اہل کوفہ مسلمؑ کے ہاتھ پر حسین ابن علیؑ کی بیعت کر رہے ہیں۔ لہٰذا تم روانہ ہو جاؤ اور مسلم بن عقیل کو قید کر لو یا قتل کر ڈالو۔

کوفہ کے جاسوسوں نے مسلمؑ کو تلاش کرنا شروع کر دیا کسی کو اطلاع نہ تھی کہ مسلم کہاں ہیں لیکن دنیا کے حریص افراد مادی انعامات کو مقصد حیات قرار دیتے ہوئے ہر جگہ حضرت مسلم کی تلاش میں تھے۔

جناب مسلم نے جب خطرات کا احساس کیا تو حفاظت خود اختیاری کے تحت احتیاطی تدابیر میں مصروف ہو گئے اور آپ نے ایک شجاع مومن کے گھر پناہ لی۔

چنانچہ جناب مسلم ہانی کے یہاں مہمان قرار پائے ابن زیاد کے جاسوسوں نے بہت کوشش کی مگر قاصد امام عالی مقام کا سراغ نہ لگا سکے۔

جب ابن زیاد اپنے اس باطل مقصد میں ناکام رہا تو اس نے معقل نام کے ایک بہت چالاک شامی شخص کو جاسوسی کے لئے مقرر کیا جو نہایت چاپلوسانہ انداز میں امام کا خاص محب بن کر حضرت مسلم کی تلاش میں لگ گیا اور حضرت مسلم بن عوسجہ سے اپنے کو امام کا چاہنے والا بتا کر حضرت مسلم بن عقیل سے جا ملا۔ اور نہایت ہمدردانہ انداز میں جناب مسلم کی امداد کرنے کا اظہار کیا اور بالآخر مسلمؑ کا دوست بن گیا اور ایک دن بغیر کسی کو اطلاع دیئے ابن زیاد کی خدمت میں جا پہنچا اور حضرت مسلم کی جگہ کو بتایا کہ وہ ہانی کے گھر مخفی ہیں جیسے ہی ابن زیاد نے سنا ہانی کو رات ہی میں بلوا بھیجا اور مسلم بن عقیل کے حالات دریافت کئے ہانی نے انکار کر دیا۔

ابن زیاد معقل کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے معقل! کیا مسلم ہانی کے گھر نہیں ہیں۔

معقل نے کہا: یقیناً وہ ہانی کے گھر میں موجود ہیں۔

ابن زیاد کے حکم کے مطابق ہانی کو قید کر دیا گیا۔ جب حضرت مسلم کو ہانی کے قید کی اطلاع ملی تو اپنے لئے روپوشی کو مناسب نہ سمجھا اور گھر سے نکل کر مسجد کی طرف آئے لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ لیکن جب آپ آخری نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کوفی ابن زیاد کے خوف سے فرار کر چکے تھے۔

اب مسلم تن تنہا، حیران و سرگردان کوفہ میں پھر رہے تھے کوئی راستہ بتانے والا نہ تھا دشمنوں کا پہرا تھا۔

غرض آپ محلہ کندہ کی طرف چلے ایک خاتون جو اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی اس نے جب حضرت مسلم کو

دیکھا تو آپ کے حالات دریافت کئے۔ حضرت مسلم کو اپنے گھر میں پناہ دی۔ جناب مسلم ساری رات عبادت و ذکر الٰہی میں مصروف رہے ایک بار ذرا سی آنکھ لگ گئی تو خواب میں اپنے چچا امیر المومنینؑ کو دیکھا گلے سے لگا کر کہہ رہے ہیں کہ تم کل ہمارے پاس آجاؤ گے چنانچہ حضرت مسلم نیند سے بیدار ہو گئے نماز ادا کی ادھر اس ضعیفہ کے بیٹے نے جو لالچ کی پھیر میں پڑا ہوا تھا سکونت مسلم کی خبر ابن زیاد تک پہنچا دی ابن زیاد نے حضرت مسلم کو گرفتار کرنے کے لئے فوج روانہ کی حضرت مسلم نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بہت سے ظالموں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھکاوٹ کی وجہ سے حضرت مسلم نے دیوار کا تھوڑا سہارا لیا اتنے میں دشمنوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر حضرت مسلم پر زبردست حملہ کر دیا بالآخر گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس دارالامارہ لائے گئے۔ حالت یہ تھی کہ جناب مسلم پر جنگ کی تھکن کے آثار تھے اور جسم مبارک زخموں سے چور چور تھا اور پیاس کی شدت سے زبان پر کانٹے پڑ گئے تھے جب حضرت مسلم ابن زیاد کے قریب پہنچے تو آپ سے کہا گیا کہ امیر کو سلام کرو حضرت مسلم نے نہایت شجاعانہ انداز میں کہا یہ امیر نہیں ہے امیر تو میرا حسین بن علیؑ ہے۔

ابن زیاد نے کہا تمہیں ہر حال میں قتل کیا جائے گا اور غیظ و غضب میں آکر علیؑ اور اولاد علیؑ کے خلاف بولنے لگا۔

حضرت مسلم نے کہا اس کے تم اور تمہارے باپ زیادہ سزاوار ہو۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ حضرت مسلم کو دارالامارہ پر پہنچا کر قتل کر دیا جائے۔

حضرت مسلم نے کہا میں کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں لیکن عمر بن سعد کے علاوہ کوئی قریب نہیں ہے کہ جس سے وصیت کروں لیکن عمر سعد نے بھی ابن زیاد کے ڈر سے انکار کر دیا ابن زیاد نے وصیت معلوم کرنے کی وجہ سے ابن سعد کو اجازت دی۔

بہر حال حضرت مسلم نے ابن سعد سے وصیتیں کرنا شروع کیں:

۱۔ میں کوفہ میں کچھ لوگوں کا مقروض ہوں میری تلوار اور زرہ بیچ کر میرے قرض کو ادا کر دینا۔

۲۔ میرے مرنے کے بعد میری لاش کو دفن کر دینا۔

۳۔ میں نے اپنے آقا کو کوفہ بلایا تھا لہٰذا تم خط بھیج دو کہ مولیٰ کوفہ نہ آئیں کیونکہ سب نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

لیکن عمر سعد نے ساری وصیتیں ابن زیاد کو بتا دیں ابن زیاد نے ایلچی حسینؑ کو دارالامارہ لے جانے کا حکم دیا۔ حضرت مسلم نہایت سکون کے ساتھ تسبیحات کا ورد کرتے ہوئے دارالامارہ پہنچے اس کے بعد آسمان کی طرف نگاہ کی خدا کا شکر ادا کیا اور مدینہ کی طرف رخ کر کے کہا: ''السلام علی الحسین بن علی۔'' کہا۔

آخر کار مظلوم کوفہ حضرت مسلم بن عقیل جلاد کی تلوار سے قتل کر دیئے گئے اور ۹رذی الحجہ ۶۰ھ روز چہار شنبہ اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔

ابن زیاد نے ہانی کے قتل کا حکم دیا اور دونوں کے پیروں میں رسی باندھ کر کوفہ میں پھرایا گیا اور دونوں کے سر کو دمشق بھیج دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔